| Barelvi Mazhab Aik Ganda Gustaakh Mazhab hai |

تحریکِ دعوتِ اسلامی اور علامہ ارشد القادری

(مفتی محمد شمشاد حسین رضوی ایم۔اے۔ پرنسپل شمس العلوم، بدایوں شریف)

تحریکِ دعوتِ اسلامی۔۔ بڑے ہی زور وشور کے ساتھ اٹھ رہی ہے۔ٹی وی اسکرین پر تحرکنے کی وجہ سے عوام وخواص کے دلوں میں حد درجہ قبولیت حاصل کر چکی ہے۔ یہ تحریک کس قدر نقصان دہ ہے اس کا اندازہ ہمارے علمائے کرام کو ہو چلا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے اور محتاط انداز فکر رکھنے والے علمائے عظام اس سے بیزار دکھائی دے رہے ہیں۔عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اس تحریک کے بانی مبانی حضرت علامہ ارشد القادری ہیں غیر تو غیر رہے خود اپنے لوگ بھی اس کا اعلان کر رہے ہیں۔حد تو یہ ہے کہ خود علامہ کے گھر والے بھی اس کا اعلان کرتے نہیں تھکتے۔شاید وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ علامہ کے شخصی کمالات میں یہ بہت بڑا کمال ہے اور اس کی وجہ سے ان کی شخصیت کا رنگ اور زیادہ چوکھا دکھائی دیگا۔ یہ صرف انکی اپنی سوچ ہے حقیقت سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔ یہ سوچ خواہ کسی کی بھی ہو نہایت گھٹیا اور سطحی ہے ذرا سی بھی اسمیں سچائی نہیں۔ میں یہ بات بلا وجہ نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اسکے پس منظر کچھ حقائق وشواہد ہیں جو ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:-

اولاً۔۔ یہ کہ علامہ ارشد القادری عبقری شخصیت کے مالک تھے انکی فطرت میں ترتیب وتنظیم کی پوری پوری صلاحیت پائی جاتی تھی انہوں نے اپنی اس صلاحیت کا بھرپور استعمال کیا۔اس پر مزید یہ کہ آپ نہایت ہی ذہین اور ذکی الطبع بھی تھے ملت کے کاموں میں انہیں گہری دلچسپی تھی۔انہوں نے اپنی صلاحیت کا استعمال اغراض ومقاصد کے تحت کیا زندگی کے کسی بھی گوشہ میں مقاصد سے اوجھل نہ ہوئے جس کے نتیجہ کے طور پر ان کا کوئی بھی کام یا کوئی بھی خدمت قوم وملت اور سماج کیلئے مضر ثابت نہ ہوئی اور نہ کسی اہل علم نے اس پر کوئی تنقید کی اور نہ ہی ان کی ذات، انکی شخصیت پر کوئی آنچ آئی۔

ثانیاً۔۔ یہ کہ حضرت رئیس القلم کی ذات وشخصیت میں ملت کی تعمیر کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا خلوص وپیار سے پورے طور پر آشنا تھے اپنی ذات کی لئے انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا یہی سبب ہے کہ ان کے کارناموں سے سماج وملت کو پورا پورا فائدہ ہوا۔ یہی تو ان کی شخصیت کا غالب عنصر ہے۔ان کی انہیں خوبیوں کے پیش نظر صاحب علم وادب نے انہیں **ترجمانِ مسلک اہل سنت وجماعت** کہا۔آج تک انکی ذات سے کوئی ایسا کام منصۂ شہود پر نہیں آیا جو قوم وسماج کیلئے مضر ثابت ہوا ہو اگر کسی کے گوشۂ ذہن میں ایسا کوئی کارنامہ ہے تو وہ پیش کرے۔ہم انکے ممنون ہونگے۔علامہ کی ان خوبیوں کو ذہن میں رکھیں اور ان خوبیوں کے تناظر میں دعوت اسلامی کا مطالعہ کریں بات روز روشن کی مانند واضح ہو جائیگی کہ علامہ ارشد علیہ الرحمۃ کو ،دعوتِ اسلامی کا بانی کہا جائے یا نہ کہا جائے؟ تحریک دعوت اسلامی آج شکوک وشبہات کے گھیرے میں ہے۔خانقاہوں مدرسوں علمی فکری مکتبوں سے زبردست دوری کا نام دعوت اسلامی ہے۔سجادہ نشینوں، ارباب بصیرت عالموں مفکروں اور مفتیان عظام کی یہ

جماعت مخالف رہی ہے۔ جمعیت کیلئے سم قاتلاوراہل علم افراد کے مابین، باعث انتشار اگر کوئی جماعت ہےتو وہ کوئی اور جماعت نہیں بلکہ صرف اور صرف دعوت اسلامی ہے۔ کیا علامہ ارشد کیلئے ایسا سوچا جاسکتا ہے کہ انہوں نے جماعتی مزاج کے خلاف کوئی کارنامہ انجام دیا ہے؟ جولوگ علامہ موصوف کواسکا بانیقرار دیتے ہیں گویاوہ دعوت اسلامی کی تمام تر تاریکیوں کو انکی شخصیت سے وابستہ کردینا چاہتے ہیں اورانکی صاف ستھری زندگی کوشکوک وشبہات کے دائرے میں لانے کی سعی ناکام کررہے ہیں اورتو اورخود انکے گھر کے افراد اس میں ملوث نظر آرہے ہیں نہ معلوم انکے ذہنوں میں وہ کیا ہے جس کی تلاش میں وہ آج سرگرداں نظر آرہے ہیں؟ مکروفریب، دہوکہ، جھوٹی تسلی، وعدہ خلافی اورعلمائے اسلام کے تئیں دلوں میں ناخوشگوار جذبوں کوفروغ دینااور پھر موقعہ ہاتھ آتے ہی ان جذبوں کا عوام کے سامنے اظہار۔ یہ سب کیا ہے؟ ارباب فکروشعور سے گزارش ہے کہ آئیں اورغور کریں کیا اسطرح کے منفی جذبات مناسب ہیں؟ علمائے کرام کی بات تو دور رہی میں سمجھتا ہوں کسی کیلئے بھی مناسب نہیں۔ اس دور میں جو صاحب ذکا تحریک دعوت اسلامی کی نسبت حضرت رئیس القلم کی ذات ستودہ صفات کی طرف کررہے ہیں وہ ان میں منفی جذبات کو جگہ دے رہے ہیں یہ علامہ کی تعریف نہیں بلکہ وہ اپنی تخریبی ذہنیت کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ علامہ کی شخصیت کوئی رازسربستہ نہیں جو عام لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو بلکہ وہ تو ایک کھلی کتاب ہے جہاں ان کی سوانح حیات، علمی خدمات، سماجی، معاشرتی اصلاحات اور تنظیمی کارناموں کا ذکر ہے ان میں دعوت اسلامی تحریک کا کوئی تذکرہ نہیں جو اس بات کی واضح علامت ہے کہ دعوت اسلامی انکی شعوری کوششوں کا نتیجہ نہیں تو پھر انہیں اس بنیاد پر اسکا بانی قرار دینا کہاں تک درست ہے؟ خود علامہ ارشدالقادری دعوت اسلامی اور اسکے امیر الیاس قادری عطار سے بیزار تھے کبھی بھی انہوں نے دعوت اسلامی کو اپنی کوشش کا نتیجہ نہیں بتایا اور نہ انکے قابل قدر کارناموں میں اسکا شمار ہوتا ہے۔

میں اس موقع پر حضرت علامہ کے ساتھ ۲۰۰۰ء میں ہوئی ایک ملاقات کا تذکرہ کردینا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ دعوت اسلامی کے تئیں علامہ کی بیزاری کا اندازہ ہوسکے۔ چلئے اس ملاقات کا نظارہ کرتے ہیں۔ مارہرہ شریف کی مقدس سرزمین ہے۔ عرس کی گہما گہمی ہے۔ ذی شعور انسانوں کا قافلہ سرزمین اولیاء مارہرہ مقدسہ پراتر پڑا ہے۔ علامہ ارشدالقادری بھی مہمان خانہ کے ایک گوشہ میں براجمان ہیں۔ یہ ناچیز ان سے ملاقات کو حاضر ہوا مختلف موضوعات پر گفتگو کا موقعہ ملا۔ انہیں موضوعات میں، البریلویہ، نامی کتاب اور'دعوت اسلامی' کا موضوع بھی شامل تھا۔ حضرت نے ان دونوں موضوع پر گفتگو فرمائی وہ نہایت ہی اہم ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔۔۔ اب میری زندگی کا آخری مقصد'البریلویہ' کا ترکی بہ ترکی جواب دینا ہے اور **دعوت اسلامی کے تعلق سے ارشاد فرمایا "میں اس تحریک سے بیزار ہوں اور میں علمائے کرام کو یہی مشورہ دیتا ہوں کہ اس تحریک سے دوری بنائے رکھیں "**۔ حضرت کے اس ارشاد کو ذہن میں رکھیں اور فیصلہ کریں کیا اس بنیاد پر انہیں دعوت اسلامی کا بانی کہا جاسکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر کسی موقعہ پر دعوت

اسلامی کی کسی ریشہ دوانی پر آپنے خاموشی اختیار کی تو یہ خاموشی انکی رضا کی دلیل وعلامت نہیں اور نہ ہی اس سے دعوت اسلامی کی قرار واقعی حیثیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بالفرض اگر تسلیم کرلیا جائے کہ حضرت والا ہی اس کے بانی ہیں تو دعوت اسلامی کی موجودہ حیثیت کے تناظر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ

یہ انکی لمحوں کی خطا تھی جسے قوم سالوں سے بھگت رہی ہے اور صدیوں بھگت تی رہے گی۔

مجھے معلوم ہے میری یہ تحریر بہت سے لوگوں کی نگاہ میں کانٹوں کی مانند کھٹکے گی خیر مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کوئی اسے مانے یا نہ مانے مگر حقیقت یہی ہے اور اس بنیاد پر میں یہی کہونگا کہ حضرت کا اس تحریک سے کوئی تعلق نہیں۔ابتدائی دور میں اس تحریک کو اگر چہ حضرت علامہ کی تائید حاصل رہی ہو تو یہ بھی دوسرے علمائے عظام کی تائیدات کی طرح دعوت اسلامیکے مبلغین کی حسین وعدہ خلافی اور جھوٹی تسلیوں پر مبنی ہے اس طرح کے حادثات ہمارے بہت سے علماء کے ساتھ ہو چکے ہیں جو کہ ہماری جماعت کے دانشور افراد سے پوشیدہ نہیں۔بہت پہلے قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں قادری مدظلہ العالی نے انکے جھوٹے وعدوں پر اعتماد کرتے ہوئے انکی تائید کردی مگر جب دعوت اسلامی کے ذمہ داروں نے ان پر عمل نہیں کیا تو ازہری میاں قبلہ نے اپنی تائید واپس لے لی۔اسی طرح حضرت امین ملت اور سبحانی میاں نے بھی اپنی تائید واپس لے لی۔ابھی بھی تائید کرنے والے بہت سے باشعور افراد دعوت اسلامی کے دام تزویر میں الجھے ہوئے ہیں اور انکی خوبصورت دلدل سے باہر نہیں آپائے ہیں۔اس کے ذمہ داران علمائے کرام کو رجھانے میں کافی مہارت رکھتے ہیں ،چاپلوسی ،خوشامد،دست بوسی ،قدم بوسی،حضور،اور قبلہ جناب کی رٹ کا معصومانہ انداز اور چہرہ کے بھولے پن نے علم وفن شعور وفکر کے بہت سارے سرمایوں کو لوٹ لیا جس کے نتیجے میں کچھ ایسے تأثرات سامنے آئے جو دیدۂ حیرت سے پڑھے جاسکتے ہیں۔انہیں تأثرات میں یہ تأثر بھی ہے مثلاً۔**میں،فیضانِ سنت کو اشکبار آنکھوں سے رُحل پر رکھ کر پڑھتا ہوں**۔یہ تأثر کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کا نہیں بلکہ ہماری جماعت کی ایک قابل استناد،لائق اعتماد شخصیت کا ہے۔شاید بخاری شریف پڑھاتے وقت بھی ان پر یہ کیفیت طاری نہ ہوتی ہو۔تو پھر فیضان سنت پڑھتے وقت یہ کیفیت کیونکر طاری ہوگی۔یہ اور اسطرح کے دوسرے تأثرات سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ قلبی تأثرات نہیں ہیں بلکہ ان سے تو،جذبہ نافرہ ثابت ہوتا ہے جسے دعوت اسلامی کے ذمہ داروں نے اپنے لئے سکون قلب قرار دیا ہے۔یہ تمام تر تائیدیں آج نہیں تو کل سہی خس وخاشاک کی مانند اُڑ جائیں گی اور انہیں احساس تک نہ ہوگا رفتہ رفتہ ایسا ہوتا ہوا محسوس ہورہا ہے۔حضرت امین ملت حضرت منانی میاں اور حضرت سبحانی میاں قبلہ کا اپنی اپنی تائیدی تحریر کا واپس لے لینا اس سلسلہ کی اہم کڑی ہے اور ابھی بہت سے افراد ایسے بھی موجود ہیں جنہوں نے نہ چاہتے ہوئے بھی دعوت اسلامی کی جھولی میں اپنے تأثرات پیش کردیئے ہیں۔یہ ایسا ہی ہوا جیسے کوئی اپنا دامن چھوڑانے کے مقصد سے انکی جھولی میں کچھ ڈال دے مگر جب تنہائی میں بیٹھ کر اسپر انہوں نے غور کیا تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

آنکھوں میں دھول جھونکنا یہ صرف ایک محاورہ ہے مگر دعوت اسلامی سے وابستہ افراد اس محاورہ کی عملی تصاویر ہیں یہ حضرات اپنے اس فن کا مظاہرہ کسی اور کیلئے نہیں کرتے بلکہ علماء کرام کیلئے کرتے۔ ہیں اس سلسلے انہیں قطعی اس بات کا احساس نہیں کہ ہم دھوکہ کسے دے رہے ہیں ان علماء اور مشائخ عظام کو، جنکی سرمدی حیات وزیست سے دین ومذہب نمود پاتے ہیں اور فروغ وارتقاء کی منزلوں سے ہم کنار ہوتے ہیں۔ افسوس صد افسوس! میرے یار کچھ تو شرم کھاؤ اور اپنی اس مذموم حرکت سے باز آجاؤ۔ اس سے نہ جانے کس کس کی پگڑی اچھلے گی۔ خدا جانے اور کس کس کا سرمایۂ علم وفن سر بازار نیلام ہوگا یہ نہیں کہا جا سکتا ہے میں تو صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا؟
آگے آگے دیکھیئے ہوتا ہے کیا؟

بہر حال معاملہ کچھ ٹھیک نہیں ہے خدا خیر کرے ایسی جماعت کا جس کے افراد اپنی ہی جماعت کے اکابر علماء ومشائخ کا خون چوسنے میں دلچسپی رکھتے ہوں اور بس۔ کبھی انہیں، مقدس پتھر، کہا گیا اور کبھی یہ کہا گیا کہ یہ حضرات نہ دین کام کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کو کرنے دیتے ہیں۔ یہ اور اسطرح کی باتیں عام ہو چکی ہیں لہٰذا اب انہیں گواہوں سے ثابت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ دعوت اسلامی اور اس کی ہم نوا انوکھی آنکھوں سے اندھی ہے انہیں دھوئیں اور بادلوں میں فرق کرنا نہیں آتا اسی لئے قدیمی تاثرات کا سہارا لیتے ہیں اور بدلتے ہوئے حالات کا شعور نہیں رکھتے۔ کیا قوموں کی پنپنے کی یہی باتیں ہیں اور کیا قیادت کا گرم لہو یہی ہے؟ اس طرح سے نہ کسی کی اصلاح ہوئی ہے اور نہ کوئی اس بنیاد پر مصلح بن سکتا ہے۔

بتاریخ ۱۱ مارچ ۲۰۰۹ء

ختم شد

Create a free website with